بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشاب سے سورہ فاتحہ لکھنے سے متعلق

مفتی تقی عثمانی

کی وضاحت

اور

اصل حقیقت؟.......

ابوالاسجد

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

سیدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس بات پر بیعت لی کہ۔۔۔

وعلی أن نقول بالحق اینما کنا لانخاف فی اللہ لو مۃ لائم ﴿متفق علیہ﴾

اور اس بات پر کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق بات کہیں اللہ کے (دین کے) بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ''حق کا اظہار'' دین کی بنیادی ضروریات میں سے ہے اور ایسا عین ممکن ہے کہ اس جرم کی پاداش میں لوگ ملامت بھی کریں لیکن ان کے ملامت کی پرواہ کئے بغیر حق بات بیان کر دینا ہی حکم رسول ﷺ ہے۔

اللہ گواہ ہے کہ اسی حکم کے پیش نظر ہم نے تقی عثمانی صاحب کے مضمون پر اپنی معروضات پیش کی ہیں ان معروضات کا مقصد ''تنقید برائے تنقید'' یا کسی کی دل آزاری قطعاً نہیں ہے بلکہ ''تنقید برائے اصلاح'' ہی ہمارا اصل مقصد ہے اور اس جذبے کے تحت ہم نے یہ چند کلمات بطور نصیحت صفحہ قرطاس پر منتقل کئے ہیں۔

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ اہل ایمان اس نصیحت کو قبول کریں اور قرآن وسنت کی شاہرہ پر گامزن ہو جائیں۔ ﴿آمین﴾

تقی صاحب کا رجوع اصل حقیقت ....؟

گذشتہ ماہ اگست 2004 کراچی میں شائع ہونے والے ایک اخبار ضربِ حق نے ''پیشاب سے سورۃ فاتحہ'' لکھنے کے متعلق ملک کی مشہور ومعروف شخصیت اور اپنے حلقہ میں ''شیخ الاسلام'' کے لقب سے معروف جناب مفتی تقی عثمانی صاحب کے نام کے ساتھ ایک سرخی لگائی۔

اور پھر تقی صاحب کی کتاب ''فقہی مقالات'' جلد چہارم کا عکس اور پیشاب سے

سورۃ فاتحہ لکھنے سے متعلق جو بات فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''البحر الرائق'' کے حوالے سے ضمناً آ گئی تھی وہ بھی اس اخبار نے شائع کر دی۔

بروز جمعرات مورخہ 12 اگست 2004 کے روزنامہ ''اسلام'' کراچی میں تقی صاحب کا مفصل تردیدی بیان فقہی مقالات جلد چہارم کے بارے میں ایک وضاحت کے زیر عنوان شائع ہوا۔اس بیان کے بعض اقتباسات ملاحظ فرمایئے۔

(۱) ''حال ہی میں بندے کی جو کتاب ''فقہی مقالات جلد چہارم'' کے نام سے شائع ہوئی ہے اس میں فقہ کی کتاب ''البحر الرائق'' کی ایک عبارت نقل ہوئی ہے جس سے بعض حضرات کو یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے کہ وہ میری عبارت ہے اور معاذ اللہ میں کسی نجاست سے سورۂ فاتحہ لکھنے کے عمل کو علاج کیلئے جائز سمجھتا ہوں۔حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ عمل سراسر حرام ہے اور میں اسے جائز قرار دینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا''

(۲) ''صحیح مسلم شریف میں حدیث عرنیین کے تحت بندے نے حرام چیزوں سے علاج (تداوی بالمحرم) کے موضوع پر بھی ائمہ اربعہ کی کتابوں سے انکے مذاہب اور اقوال انہی کے الفاظ میں نقل کئے ہیں حنابلہ کا مسلک علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ کے الفاظ میں شافعیہ کا مذہب علامہ نووی رحمہ اللہ کے الفاظ میں اور مالکیہ کا مذہب علامہ قرطبی رحمہ اللہ کے الفاظ میں نقل کرنے کے بعد پہلے حنفیہ کا اصل مسلک علامہ سرخسی رحمہ اللہ اور علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ کے الفاظ میں نقل کیا ہے''

(۳) واقعہ یہ ہے کہ البحر الرائق میں سورہ فاتحہ لکھنے کا جو عمل بیان کیا گیا ہے وہ ہمارے اور ہمارے بزرگوں کے فتوے کے مطابق ہرگز درست نہیں ہے اس لئے نجاست سے قرآنِ کریم کی کوئی آیت لکھنا نہ صرف قرآن کریم کی اہانت ہے بلکہ عام طور سے سفلی عمل کرنے والوں کا کام ہوتا ہے جو بذات خود حرام ہے۔﴿روزنامہ اسلام﴾

مفتی تقی عثمانی صاحب کے اس بیان میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) مفتی صاحب نے پیشاب وغیرہ نجاست سے قرآن مجید لکھنے کو مطلقاً سراسر حرام فرمایا۔

(۲) پیشاب سے سورہ فاتحہ یا قرآن مجید میں سے کوئی آیت لکھنا قرآن مجید کی توہین ،

ہے۔

(۳) پیشاب یا نجاست سے قرآن لکھنا سفلی عمل کرنے والوں کا کام ہے۔

(۴) پیشاب سے قرآن مجید میں سے کچھ لکھنے کو جائز سمجھنا اس قدر گھٹیا عمل ہے کہ تقی صاحب اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

(۵) نجاست سے قرآن مجید لکھنا علاج کیلئے بھی جائز نہیں۔

تقی عثمانی صاحب کے مذکورہ بالا بیان سے اگرچہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ذاتی طور تقی صاحب نے اِسے حرام قرار دیا ہے لیکن تقی صاحب ''تقلید کی شرعی حیثیت'' جیسی کتاب لکھ کر جس حنفی مذہب پر عمل کی دعوت دیتے ہیں۔ اس حنفی مذہب کی معتبر ترین کتب اور انتہائی معتبر افراد بلکہ جنھیں ائمہ کہا جاتا ہے وہ علاج کے لئے پیشاب سے سورۃ فاتحہ یا قرآن مجید میں سے کچھ لکھنے کی واضح اجازت دیتے ہیں۔ اور تقی صاحب بھی ان باتوں سے بے خبر نہیں ہو سکتے۔ ''البحر الرائق'' جو فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہے اس کا یہ اقتباس تو خود تقی صاحب نے تکملہ فتح الملھم میں بھی نقل فرمایا ہے۔

وقد وقع الا ختلاف بين مشائخنا في التداوي بالمحرم ، ففي النهاية عن الذخيرة الا ستشفاء بالحرام يجوز اذاعلم ان فيه شفاء ولم يعلم دواء آخر اه وفي فتاوى قاضيخان معزياالى نصربن سلام: معنى قول عليه السلام : ان الله لم يجعل شفاء كم فيما حرم عليكم، انما قال ذلك في الاشياء التي لايكون فيهاشفاء فاما اذاكان فيها شفاء فلا باس به،الا ترى ان العطشان يحل له شرب الخمر للضرور اه و كذا اختار صاحب الهداية في التجنيس فقال: اذا سال الدم من انف انسان يكتب فاتحة الكتاب بالدم على جبهته وانفه يجوز ذلك للا ستشفاء وا لمعالجة ولو كتب بالبول ان علم ا ن فيه شفاء لاباس بذلك لكنه لم ينقل و هذا لان الحرمة ساقطة عند الا ستشفاء ، الا ترى ان العطشان يجوزله شرب الخمر والجائع يحل له اكل الميتة اه ﴿البحر الرائق ج ا ص۱۱٦﴾و مطبوعه مكتبه رشيد يه كوئٹه ۱۷۰

اس کا ترجمہ تقی صاحب کے شاگرد مولوی عبداللہ میمن صاحب نے یوں فرمایا ہے:-

یعنی ہمارے مشائخ کے درمیان ''تداوی بالمحرم'' کے مسئلے میں اختلاف واقع ہوا ہے، چنانچہ ''نہایہ'' میں ''ذخیرہ'' سے یہ منقول ہے کہ حرام سے شفاء حاصل کرنا جائز ہے جب یہ معلوم ہو کہ اس کے اندر شفاء ہے اور کسی دوسری دواء کے بارے میں علم نہ ہو فتاوی قاضی خان میں نصر بن سلام کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد:

"ان اللہ لم یجعل شفاء کم فیما حرم علیکم"

اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء ان چیزوں میں نہیں رکھی جو چیزیں تم پر حرام کی گئی ہیں۔

ان اشیاء کے بارے میں ہے کہ جن میں شفاء نہیں ہے لیکن اگر کسی چیز میں شفاء ہے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ پیاسے انسان کیلئے ضرورت کے وقت شراب پینا حلال ہے۔ اسی طرح صاحب ہدایہ نے ''تجنیس'' میں اسی کو اختیار فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا کہ اگر کسی انسان کی ناک سے خون بہہ پڑے اور وہ اس خون سے اپنی ناک اور پیشانی پر سورۃ فاتحہ لکھے تو شفاء کے حصول کیلئے بطور علاج ایسا کرنا جائز ہے اور اگر پیشاب سے لکھے اور اس کو یہ معلوم ہو کہ اس کے اندر میرے لئے شفا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن یہ بات منقول نہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ شفاء کے حصول کے وقت حرمت ساقط ہو جاتی ہے، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ (ضرورت کے وقت) پیاسے انسان کے شراب پینا اور بھوکے انسان کیلئے مردار کا کھانا جائز ہے۔ ﴿فقہی مقالات جلد چہارم ص 147 تاریخ اشاعت 2004ء﴾

اب بقول مفتی تقی عثمانی صاحب انھوں نے دیگر مذاہب نقل کرنے کے بعد'' پہلے حنفیہ کا اصل مسلک علامہ سرخسی اور علام ابن نجیم کے الفاظ میں نقل فرمایا ہے'' اگر یہ حنفیہ کا اصل مسلک و مذہب ہے تو علامہ ابن نجیم صاف ارشاد فرما رہے ہیں کہ حرام اشیاء سے علاج جائز ہے اگر دوسری کسی دوا کا علم نہ ہو تو پھر یہ بھی فرمایا کہ ''اگر کسی انسان کی ناک سے خون بہہ پڑے اور وہ اس خون سے اپنی ناک اور پیشانی پر سورۃ فاتحہ لکھے تو شفاء کے حصول کیلئے بطور علاج ایسا کرنا جائز ہے اور اگر پیشاب سے لکھے اور اُس کو یہ معلوم ہو کہ اس کے اندر میرے لئے شفاء ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں''۔

اب تقی صاحب کا فرمان کس طرح درست ہو سکتا ہے کہ یہ عمل ''ہمارے بزرگوں کے فتوے کے مطابق ہرگز درست نہیں'' جبکہ انھوں نے خود'' حنفیہ کا اصل مسلک علامہ سرخسی و علامہ

ابن نجیم کے الفاظ میں نقل کیا ہے۔ بس معلوم ہو کہ یہی "حنفیہ کا اصل مسلک" ہے۔ اسی طرح حنفی مذہب کے امام فخر الدین حسن بن منصور المتوفی 295ھ نے فتاوٰی قاضیخان میں بھی یہ مسئلہ ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کے متعلق اس کے اندرونی ٹائیٹل پر لکھا ہے۔

وهی مشهور مقبولة معمول بها متداولة بين العلماء والفقهاء وهی نصب عين تصدر للحكم والا فتاء وذكر فی هذا الكتاب جملة من المسائل التی يغلب و قوعها و تمس الحاجة اليهاو وتدور عليها واقعات الامة ﴿مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ﴾

ترجمہ:- یہ فتاوٰی علماء وفقہاء کے درمیان مشہور ومقبول معمول بہا ومتداول ہیں اور فیصلہ کرنے والوں اور فتویٰ دینے والوں کیلئے نصب العین ہے اور اس کتاب میں وہ جملہ مسائل مذکور ہیں جن کا واقعہ ہونا غالب ہے اور جن کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور وہ مسائل کہ واقعات امت جن کے گرد گھومتے ہیں۔

یہ فتاوٰی قاضیخان فتاوٰی عالمگیری کے حاشیہ پر بھی شائع ہوئی ہے اس کے ج3 ص404 پر لکھا ہے۔ " **والذی رعف فلا يرقأ دمه فاراد أن يكتب بدمه علی جبهته شيئا من القرآن قال ابو بكر الاسكاف رحمه الله يجوز قيل لوكتب بالبول قال لوكان فيه شفاء بأس به، قيل لو كتب علی جلدميتة قال إن كان فيه شفاء جاز و عن أبی نصر بن سلام رحمه الله معنی قوله عليه السلام إن الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم انما قال ذلك فی الا شياء التی لايكون فيها شفاء فامّااذاكان فيهاشفاء فلا بأس به قال ألا تری أن العطشان يحل له شرب الخمر حال الاضطرار۔** ﴿فتاوٰی قاضیخان برحاشیہ فتاوٰی عالمگیری ج03 ص404 کوئٹہ﴾

ترجمہ:- بس کسی کی نکسیر پھوٹے اور خون نہ رکے تو وہ اپنے خون سے اپنی پیشانی پر قرآن مجید میں سے کچھ لکھنا چاہے تو ابوبکر الاسکاف نے فرمایا جائز ہے پوچھا گیا اگر پیشاب سے لکھا جائے تو کہا اگر اس میں شفاء ہے تو کوئی بات نہیں (پیشاب سے بھی لکھ لے) کہا گیا کہ مردار کی کھال پر لکھا جائے تو کہا کہ اگر اس میں شفاء تو یہ (بھی) جائز ہے۔ ابونصر بن سلام سے نبی ﷺ کی حدیث کہ: **إن الله لم يجعل شفاءكم فيماحرم عليكم**

اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء ان چیزوں میں نہیں رکھی جو چیزیں تم پر حرام کی گئی ہیں۔

کا یہ معنی مروی ہے کہ یہ (فرمان) اُن حرام اشیاء کے بارے میں ہے کہ جن میں شفاء نہیں ہے اور جن حرام اشیاء میں شفاء ہے اسکے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کہا کیا تم نہیں دیکھتے کہ پیاسے کے لئے خمر (شراب) پینا مجبوری میں جائز ہو جاتا ہے۔

اور اسی طرح فقہ حنفی کی معتبر اور مشہور کتاب " الردّ المحتار' میں لکھا ہے ملاحظ کیجئے۔

" وکذااختاره صاحب الهداية في التجنيس فقال : " لو رعف فكتب الفاتحة بالدم على جبهته وأنفه جاز للا ستشفاء وبالبول أ يضاإن علم فيه شفاء لابأس به: لكن لم ينقل وهذا لان الحرمة ساقطة عندالاستشفاء كحل الخمر والمتية للعطشان والجائع اه من البحر . وأفاد سيدي عبد الغني أنه لايظهر الاختلاف في كلامهم لاتفامّهم على الجواز للضرورة ، ﴿الرد المحتارج ۱ ص 210 مطبور ایچ ایم سعید کمپنی کراچی﴾

ترجمہ: اسی طرح صاحب الھدایہ علی بن ابی بکر المرغینانی التوفی 593ھ نے "التجنیس" میں اسی مسئلے کو اختیار کیا ہے پس کہا کہ اگر کسی کی نکسیر پھوٹے تو وہ سورہ فاتحہ خون سے اپنی پیشانی اور ناک پر لکھے تو شفاء حاصل کرنے کیلئے یہ جائز ہے اور اگر اسے یہ معلوم ہو کہ اس میں میرے لئے شفاء ہے تو پیشاب سے لکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن یہ بات نقل نہیں ہوئی اور وجہ اس کے (جائز کہنے کی) یہ ہے کہ شفاء حاصل کرنے کے لئے حرمت ساقط ہو جاتی ہے جیسے پیاسے کیلئے شراب پینا اور بھوکے کیلئے مردار کھانا۔ میرے سید عبدالغنی نے یہ افادہ فرمایا کہ ضرورت کے وقت اسکے جواز پر ان (فقہاء) کے اتفاق ہونے کی وجہ سے انکی اس بات میں اختلاف ظاہر نہیں ہوا۔

اب فتاویٰ عالمگیری ملاخطہ کیجئے لیکن اس سے پہلے اس مجموعہ فتاویٰ کے متعلق خود تقی عثمانی صاحب کی رائے بھی ملاخط کیجئے کہ تقی صاحب کی نظر میں اس کی کتنی اہمیت ہے لکھتے ہیں:-

فتاویٰ عالمگیری کو فقہ حنفی میں جو مقام حاصل ہے وہ کسی بھی باخبر انسان سے مخفی نہیں۔ زندگی کے ہر شعبے سے متعلق اسلامی احکام وقوانین کا یہ عظیم الشان ذخیرہ گیارہویں صدی ہجری میں تالیف ہوا تھا اس کے بعد سے آج تک یہ فقہ حنفی کے قاضی اور مفتی حضرات کے لئے ان کے فیصلوں اور فتاویٰ کا اہم ترین ماخذ سمجھا گیا ہے (فتاویٰ عالمگیری اردو ج 1 ص 3 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی 1)

مزید یہ لکھتے ہیں:-

اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ نے محسوس فرمایا کہ ایک ایسی جامع کتاب کی ضرورت جو فقہ حنفی کے تمام مسائل کو بہترین ترتیب کے ساتھ یکجا کر کے پیش کردے........ تاکہ یہ جامع کتاب عدالتوں اور مفتیوں کے لئے ایک سہل الحصول راہنما کا کام دے سکے اس مقصد کے لئے ضروری تھا کہ اس کتاب میں صرف وہی مسائل دج ہوں جن پر محقق علماء نے اعتماد کیا ہے لہٰذا اس تالیف کیلئے کتابوں کی ورق گردانی اور عرق ریزی کے ساتھ فقہی ژرف نگاہی درکار تھی۔ (فتاویٰ عالمگیری اردو ج1 ص 3)

مذکورہ ہر دو اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ مفتی تقی عثمانی صاحب اور احناف کے نزدیک اس کتاب کی کیا اہمیت ہے اور انکے ہاں کس قدر مستند ہے۔ بقول تقی صاحب اس کتاب میں صرف وہی مسائل درج ہیں جن پر محقق علماء نے ''اعتماد'' کیا۔ اُنھیں مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے۔

"فقد ثبت ذلك فی المشاهیر من غیر انكار والذی رعف فلا یرقأ دمه فاراداُن یكتب بدمه علی جبهة شیئاً من القرآن قال ابوبكر الاسكاف یجوز وكذا لو كتب علی جلد میتة اذاكان فیه شفاء كذافی خزانه المفتین"

(فتاوٰی عالمگیری ج 5ص35)

پس یقیناً مشاہیر میں بلا انکار کے یہ بات ثابت ہے کہ جس کسی کی نکسیر پھوٹی اور اُسکا خون بند نہیں ہوتا پس ارادہ کیا کہ اسکے خون سے اسکی پیشانی پر کوئی آیت قرآن لکھے تو ابو بکر الاسکاف نے فرمایا جائز ہے اور اسی طرح اگر شفاء کیلیے مردار کی کھال پر آیت قرآن لکھے تو جائز ہے اسی طرح خزانة میں لکھا ہے۔

اب دیکھئے اس کتاب میں بھی خون جو کہ احناف کے ہاں نجس سمجھا جاتا ہے اُس سے لکھنے کی اور مردار کے کھال پر بھی لکھنے کی عام اجازت دی گئی ہے نیز یہ بھی بتلایا گیا کہ یہ بات ہماری مشہور کتابوں میں بغیر کسی انکار کے موجود ہے تو تقی صاحب کس بناء پر انکار فرمارہے ہیں کہ یہ عمل ہمارے اور ہمارے بزرگوں کے فتوۓ کے مطابق درست نہیں ہے جبکہ انھوں نے خود لکھا ہے کہ فتاوٰی عالمگیری کو تقریباً ۵۰۰ علماء احناف کی جماعت نے ملکر ترتیب دیا ہے بقول تقی صاحب کے اس کتاب میں ''صرف وہی مسائل درج ہیں۔ جن پر محقق علماء نے اعتماد کیا ہے''

ہم قارئین کرام سے تکرار کی معذرت چاہتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ فقہ حنفی کی ان کتابوں کی عبارات کو بار بار پڑھیں آپ دیکھیں گے کہ مندرجہ ذیل حنفی ائمہ کے نام آپکے سامنے آئیں گے۔

۱۔	امام فخر الدین حسن بن منصور المتوفی 295ھ	بحوالہ فتاوٰی قاضیخان
۲۔	ابوبکر الاسکاف	بحوالہ فتاوٰی قاضیخان
۳۔	صاحب الھدایہ علی بن ابی بکر المتوفی 593ھ	بحوالہ البحر الرائق والرد المحتار
۴۔	ابن نجیم الحنفی المتوفی ۹۸۰ھ	بحوالہ البحر الرائق والرد المحتار
۵۔	علامہ ابن عابدین الشامی کے استاد عبد الغنی	بحوالہ الرد المحتار
۶۔	علامہ ابن عابدین الشامی المتوفی ۱۲۵۲ھ	بحوالہ الرد المحتار
۷۔	الشیخ نظام و جماعت علماءِ ھندوستان ۱۱۰۰ھ تقریبا	بحوالہ فتاوٰی عالمگیریہ

اب غور کیجئے مندرجہ بالا اسماء میں سے کون ایسی شخصیت ہیں جسے حنفی حضرات خواہ وہ بریلوی ہوں یا دیوبندی اور بالخصوص تقی عثمانی صاحب اپنا بزرگ نہیں سمجھتے پھر مفتی تقی عثمانی صاحب کا یہ فرمان کس طرح درست ہوسکتا ہے کہ۔

''واقعہ یہ ہے کہ ''البحر الرائق'' میں سورہ فاتحہ لکھنے کا جو عمل بیان کیا گیا ہے وہ ہمارے اور ہمارے بزرگوں کے فتوے کے مطابق ہر گز درست نہیں''؟ ﴿روزنامہ اسلام بروز جمعرات بتاریخ ۱۲ اگست ۲۰۰۴ء﴾

ہم بصد معذرت عرض کریں گے کہ مفتی تقی صاحب کا یہ فرمان واقعہ نہیں بلکہ خلافِ واقعہ ہے۔ واقعہ تو درحقیقت یہی ہے کہ انکے بزرگوں خاص طور پر مندرجہ بالا فقہاءِ مذہب حنفیہ نے علاج کے لئے خون اور پیشاب سے سورہ فاتحہ یا قرآن مجید میں سے کوئی اور سورہ یا آیات وغیرہ لکھنے کی صاف اور واضح اجازت دی ہے۔ بلکہ اس کی حرمت کے حکم کو بھی اضطراری کیفیت میں ساقط قرار دیا ہے اور بطور دلیل حالت اضطرار میں پیاسے کو شراب پینے اور بھوکے کو مردار کھانے کی اجازت کے مسئلے کو بطور دلیل پیش فرمایا ہے اور بقول استاذِ علامہ شامی اسکے جواز پر اتفاق کا اعلان فرمایا ہے حتیٰ کہ تقی صاحب ہی کے ایک ہم مسلک بھاری بھرکم القابات کے حامل ایک ذمہ دار شخصیت ''امین اوکاڑوی صاحب'' جنھیں انکے ہاں ''وکیل احناف'' ''مناظر اسلام''

سے یاد کیا جاتا ہے موصوف کے سامنے جب کسی صاحب کا فقہ حنفی کے اس مسئلے پر "پیشاب سے سورہ فاتحہ" کے متعلق اعتراض سامنے آیا تو جناب انتہائی برھم ہوئے اور یوں جواب دیا۔

"آخر علماء نے پوچھا کہ آپ کے مذہب میں خون پاک ہے، منی پاک ہے تو کیا ان سے قرآن لکھنا جائز ہے یا نہیں کیا کسی حدیث میں آتا ہے کہ پاک چیز سے قرآن لکھنا حرام ہے آپکے مذہب میں حلال جانوروں کا پیشاب اور دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے اور پاک چیز سے قرآن لکھنا نہ قرآن میں منع ہے نہ حدیث سے" (استغفر اللہ) (مجموعہ رسائل ج 1 ص 460 تصحیح شدہ جدید ایڈیشن مطبوعہ ادارہ خدام احناف۔ لاہور)

وکیل احناف کا مطلب یہ ہوا چونکہ منع نہیں ہے لہٰذا لکھ سکتے ہیں (نعوذ باللہ) اب اگر تقی عثمانی صاحب اس توہین کلام اللہ جیسے ایمان سوز مکروہ مسئلے کو نہیں ماننا چاہتے۔ تو یہ ایک اچھی بات ہے کوئی صاحب ایمان یقیناً اس کے جائز ہونے کا تو تصور بھی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا تقی صاحب بھی فقہ حنفی کے اس مسئلے کا انکار کردیں اور یہ انھوں نے کیا بھی لیکن یاد رہے کہ تقی صاحب یہ کہنے کی قطعاً گنجائش نہیں رکھتے کہ "پیشاب سے قرآن مجید لکھنے" کا یہ عمل "ہمارے بزرگوں کے فتوے کے مطابق ہرگز درست نہیں" جیسا کہ انھوں نے کہا۔

ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ تقی صاحب اپنے بزرگوں کی فہرست سے مندرجہ بالا شخصیات کے نام خارج کردیں تب وہ اپنے قول میں سچے ٹھہریں گے۔ لیکن ان شخصیات کو اپنے بزرگوں میں بھی تسلیم کرنا اور یہ بھی فرمانا کہ یہ عمل "ہمارے بزرگوں کے فتوے کے مطابق درست نہیں" نہ صرف یہ کہ بدترین تضاد ہوگا بلکہ صریح ترین کذب بھی ہوگا۔ ہردو کی قباحت وشناعت سے نہ ہی دیوبندی مکتبہ فکر کے "شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب" اختلاف فرمائیں گے نہ ہی کوئی اور دانا آدمی امید ہے کہ تقی عثمانی صاحب اس پر غور فرمائیں گے۔

فتویٰ جامعہ بنوری ٹاؤن اور ایک تلخ حقیقت!

مذکورہ اخبار نے یک رخ پن سے بچنے کیلئے جامعہ بنوری ٹاؤن کے ایک فتوے کا عکس بھی شائع کیا جس میں جامعہ کے "دارالافتاء" کے طرف سے " پیشاب سے سورۃ فاتحہ" لکھنے کی قباحت اور اس پر سخت حکم لگایا۔ جامعہ کی طرف سے اس کی کوئی تردید بندہ ناچیز کے سامنے نہیں آئی۔ اس فتوی میں کہا گیا ہے کہ:۔

۱۔ بطور علاج سورہ فاتحہ کا پیشاب یا خون سے لکھنا ایک قابل مذمت اور ناجائز عمل ہے۔
۲۔ اس سے آیت قرآنیہ، اللہ تعالیٰ اور شریعتِ اسلام کی اہانت لازم آتی ہے۔
۳۔ ایسے تعویزات لکھنا ان لوگوں کی حرکت ہے جن کا شریعت سے واسطہ نہیں ہوتا۔
۴۔ اس کو جائز سمجھنے والے اپنے ایمان کی فکر کریں۔

مذکورہ بالا باتوں سے کوئی صاحب ایمان اختلاف نہیں رکھ سکتا ہم بھی اِسے مکمل اتفاق رکھتے ہیں لیکن اصل بات جو ہم کہنا چاہتے وہ اس ''فتویٰ'' کے تحریر کرنے والے "**راز محمد المتخصّص فی الفقه الاسلامی**" کی ایک ''خیانت'' اور اس فتویٰ پر ''الجواب صحیح'' یعنی جواب درست کی مہر لگانے والے مفتی عبدالقادر اور نائب رئیس دارالافتاء اور محمد عبدالمجید دین پوری صاحبان کی اس خیانت پر معاونت کی تلخ حقیقت کا ذکر ہے۔

مفتی صاحب نے اپنے فتویٰ میں فقہ حنفی کی مایہ ناز کتاب فتاوٰی عالمگیری ج5 ص356 کا حوالہ دیتے ہوئے یہ عبارت رقم فرمائی۔

"**یکره کتابة الرقاع فی ایام النیروز والصاقها بالا بوابِ حرام لأن فیها اهانة اسم الله تعالیٰ وا لتشبه بالمنجمین**(ج5ص356)

اس کا ترجمہ تو جناب نے نہیں لکھا جو کچھ اسطرح ہوگا۔

''ایام نوروز میں پرچے لکھنا مکروہ ہے اور دروازوں پر ان کا چپکانا حرام ہے کیونکہ اسمیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اِسم کی توہین ہے اور منجموں کے ساتھ مشابہت ہے۔''

دیکھیئے اس عبارت کے کسی حصہ میں ''صورتِ مسئولہ'' کا جواب لکھا ہوا ہے کہ پیشاب سے سورہ فاتحہ لکھنے کا کیا حکم ہے؟ اسکے منع، ناجائز وحرام ہونے کا حکم کہاں ہے؟

اس عبارت کے اصل مبحث سے قطع نظر مقصد مفتی کی خیانت اور ''الجواب صحیح'' کی مہر لگانے والوں کی اس خیانت پر معاونت کا تذکرہ ہے۔ وہ خیانت یہ ہے کہ مفتی صاحب نے ''صورت مسئولہ'' کی فی الحقیقت وضاحت کرنے والی اصل عبارت جو کہ مفتی صاحب کے محولہ صفحہ 356 ج5 ہی پر انکی نقل کردہ غیر متعلق عبارت سے چند سطر بلکہ صرف چھ سطر پہلے موجود ہے مگر جناب نے وہ نقل نہیں فرمائی اور ایک غیر متعلق عبارت نقل فرمادی اس ''پردہ داری'' کی وجہ جاننے کیلیئے ایک بار پھر وہ عبارت ملاحظ کیجئے:۔

"فقد ثبت ذلك في المشا هيرمن غير انكار والذي رعف فلايرقأ دمه فاراد أن يكتب بدمه على جبهته شيأ من القرآن قال أبو بكر الاسكاف يجوز و كذالوكتب على جلدِميتة اذاكان فيه شفاء" (فتاوٰی عالمگیریہ، کتاب الكراهية الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ج5ص 356الطبعة الثانية مكتبه رشيديه سركى روڈ كوئٹه بلوچستان)

ترجمہ: پس یقیناً مشاہیر میں بلا انکار کے یہ بات ثابت ہے کہ جسکی کی نکسیر پھوٹی اور اُسکا خون بند نہیں ہوتا پس ارادہ کیا کہ اُسکے خون سے اُسکی پیشانی پر کوئی آیت قرآن لکھے تو ابو بکر الاسکاف نے کہا جائز ہے اور اسی طرح شفاء کے لئے اگر مردار کی کھال پر لکھے تو یہ بھی جائز ہے۔

اور یہ بات تو مفتی راز محمد صاحب اپنے اسی فتوے میں لکھ چکے ہیں کہ بہتا خون احناف کے ہاں پیشاب کی طرح ناپاک ہے۔خون سے قرآن مجید کی آیات لکھنے کی اجازت کا واضح مطلب یہ ہوا کہ پیشاب سے قرآن لکھنے کی اجازت دینا پس مفتی صاحب راز محمد "**المتحصص في الفقه الحنفي**" نے عافیت اسی میں جانی کہ اس سے نظریں چرا کر ایک غیر متعلق عبارت نقل کردی جائے۔

حسنِ ظن کا کوئی پہلو بسیار تلاش کے باوجود نظر نہیں آتا، چونکہ مفتی صاحب کے اصل ماخذ میں خون سے لکھنے والا مسئلہ اوپر اور پہلے ہے اور مفتی صاحب کا نقل فرمودہ مسئلہ بعد میں ہے اور نیچے کی سطروں میں ہے۔

اب یہ تو ممکن نہیں ہے کہ مفتی صاحب نے صفحے کے نیچے سے پڑھنا شروع کیا ہو یقیناً اوپر ہی سے پڑھتے آئے ہونگے پھر یہ مسئلہ تو پہلے انکے سامنے آیا ہوگا اس سے نظریں چرانا اور ایک غیر متعلق عبارت نقل کرنا یقیناً خیانت ہے اور "الجواب صحیح" کی مہر لگانے والے نیوٹاؤن کے "نائب رئیس دارالافتاء" ایسے طفل مکتب تو نہیں کہ انہوں نے اپنی کتب فقہ میں مذکورہ مسئلہ پڑھا ہی نہ ہو اور جواب میں ایک غیر متعلق عبارت کو سمجھے ہی نہ ہوں پس یہ اُنکی خیانت پر معاونت ہوئی۔

اس بات سے اندازہ لگالیجئے کہ نیوٹاؤن کے "دارالافتاء" میں تشریف رکھنے والے مفتیان کرام کس مزاج کے حامل ہیں اور احتیاط کا پہلو کس حد تک مدنظر رکھتے ہیں یا شاید بغیر دیکھے ہی مہر ثبت فرمادیتے ہیں ان میں سے کسی بھی صورت کو مان لیں مفتی صاحب اس کی قباحت سے انکار نہیں کر پائیں گے کیا اس قبیل کے لوگوں کی طرف اپنے دینی مسائل میں رجوع کرنا چاہیئے؟

اس کے علاوہ مفتی صاحب نے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا قول بھی نقل فرمایا ہے جب کہ خود مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب ''بہشتی زیور'' جو کہ مفتی صاحب کے حلقے میں بڑی اہمیت کی حامل ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا تعارف بھی دیوبندی مکتبہ فکر کے'' شیخ الاسلام'' مفتی تقی عثمانی صاحب کے قلم سے پیش کیا جائے تقی صاحب نے لکھا ہے کہ:

''بہشتی زیور'' کو عجیب امتیاز حاصل ہے یہ کتاب اصل میں تو خواتین کی تعلیم کیلئے لکھی گئی تھی اور اس غرض سے اس میں دین و دنیا کی وہ تمام معلومات حیرت انگیز طور پر یکجا کر دی گئی تھیں جن کی ایک مسلمان عورت کی ضرورت پیش آ سکتی ہے لیکن فقہی مسائل کی جامعیت کی بنا پر یہ کتاب صرف عورتوں ہی کیلئے نہیں مردوں بلکہ اونچے درجے کے علماء فقہاء کیلئے بھی مشعل راہ ثابت ہوئی اور اس طرح یہ خصوصیت بھی شاید ''بہشتی زیور'' کے سوا کسی کتاب کو حاصل نہ ہو کہ خواتین کیلئے خواتین کی زبان میں لکھی ہوئی کتاب بڑے بڑے علماء فقہاء اور مفتیوں کیلئے مأخذ بن گئی جس سے اس دور کا کوئی مفتی بے نیاز نہیں ہو سکتا''

اللہ تعالی نے ''بہشتی زیور'' کو جو غیر معمولی قبولیت عطا فرمائی۔ جتنی بڑی تعداد میں شائع ہوئی اور مسلسل شائع ہو رہی ہے اس کی نظیر دنیا کی بہت کم کتابوں میں ملے گی۔ جو شخص اردو کے قاعدے سے اپنی تعلیم کا آغاز کر رہا ہو۔ اس سے لیکر ایک منتہی مفتی تک یہ کتاب چونکہ ہر شخص کیلئے یکساں طر پر مفید بلکہ ناگزیر ہے اس لئے مسلمانوں کا شاید ہی کوئی گھرانہ ایسا رہا ہو جس نے کبھی نہ کبھی اس سے استفادہ نہ کیا ہو ایک عرصے تک مسلمان خواتین کا مکمل تعلیمی نصاب ''بہشتی زیور'' ہی کے گرد گھومتا تھا اور جن خواتین نے صرف ''بہشتی زیور'' اہتمام سے پڑا ہو، ان کا مقابلہ آج کی اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین سے جس طرح چاہیں کر کے دیکھ لیں۔ دین و دنیا کی اہم ضروریات، مضمون نگاری، خوشنویسی، شائستگی، غرض ان تمام چیزوں میں جو تعلیم کا اصل مقصود ہیں، آج کی بیشتر اعلیٰ ڈگری یافتہ عورتیں ان خواتین کی شاید گرد کو بھی نہ پہنچ سکیں جن کا نصاب تعلیم ''بہشتی زیور'' رہا ہے۔

(بہشتی زیور پیش لفظ ص 5 تقی عثمانی صاحب)

اس اقتباس سے انکے ہاں اس کتاب کی اہمیت خوب واضح ہے نیز اس کی حیثیت وقدر و منزلت'' ایک منتہی مفتی تک کیلئے ۔ مفید بلکہ ناگزیر ہے'' تو یقیناً راز محمد صاحب مفتی عبد القادر صاحب و نائب رئیس دار الافتاء مفتی عبد المجید دین پوری صاحب بھی اس سے مستغنی نہیں ہوں

گے نہ ہی غافل تو اس ''بہشتی زیور'' میں مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ:

''یہ آیۃ ایک پرچے پر لکھ کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران میں باندھے یا شیرنی پر پڑھ کر اس کو کھلاوے انشاءاللہ بچہ آسانی سے پیدا ہو آیۃ ہے کہ اِذَ السماءُ انشقت ہ واذنت لربھاو حقت و اذا الا رض مدت ہ والقت مافیھا و تخلت ہ واذنت لربھا و حقت۔''

(بہشتی زیور حصہ نہم ص642 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

دیوبندیوں کے حکیم الامت صاحب نے ان پانچ آیات کو دوبار آیت لکھا اور فرمایا آیت یہ ہے حالانکہ یہ آیت نہیں بلکہ آیات ہیں اس سے قطع نظر انھیں باندھنے کی جگہ کیا بتلائی ''ران پر'' معاذ اللہ کیا یہ آیات قرآن مجید کی توہین نہیں؟

۱۔ کیا یہ آیات قرآن مجید کو ''ران پر باندھنا'' قابل مذمت عمل نہیں''

۲۔ کیا اس سے آیاتِ قرآن مجید اللہ تعالیٰ، اور شریعت اسلامیہ کی اہانت لازم نہیں آتی؟

۳۔ کیا ایسے عمل بتلانے والا کا شریعت سے کوئی تعلق ہے؟

۴۔ کیا اسکو جائز سمجھنے والے کو اپنے ایمان کی فکر نہیں کرنی چاہیئے؟

۵۔ کیا دارالافتاء علامہ بنوری ٹاؤن کے یہ فتوے تھانوی صاحب پر لاگو نہیں ہوتے؟

اسی طرح قرآن مجید کی کتنی ہی آیات کو انکے ''حکیم الامت'' صاحب نے تعویزات کی شکل میں رحم پر، پیٹ پر، ناف کی جگہ پر رکھنے یا باندھنے کا حکم دیا ہے بہشتی زیور حصہ نہم میں تعویزات کا باب پڑھ کر دیکھ لیں۔ ''دارالاشاعت کراچی'' کی شائع کردہ ص 641 تا 647 ملاحظ کیجئے۔

حتی کہ ان ''حکیم الامت'' صاحب نے اللہ تعالیٰ کو ''کتے کی حرمت'' تک کا واسطہ دیا جب کہ کتا نجس ہے پلید ہے جس گھر میں ہو وہاں رحمت کے فرشتے تک داخل نہیں ہوتے لیکن ''حکیم الامت'' صاحب کی حکمت سمجھ سے بالاتر ہے انہوں نے لکھا ہے۔

اِلٰھی بحرمت یملیخا مکسلمینا ...... و کلبھم قطمیر....

(ص649 بھشتی زیور حص نھم)

اے میرے الہ یملیخا مکسلمینا......... اور انکے کتے قطمیر کی حرمت سے .....

برایں عقل و دانش بباید گریست

ہم سمجھتے ہیں کہ ان سب گمراہیوں اور اہانت آمیز باتوں کی وجہ اسلام کے اصل ماٴخذ قرآن سنت سے دوری اور انھیں پر اکتفاء کے بجائے قیل وقال اور فقہی موشگافیاں ہیں۔ بلا وجہ فرضی مسائل گھڑنا اور باریکیاں نکالنا جب انسان کی نظر میں فقاہت ٹھریں تو یقیناً وہ ایسی باتیں کرنا اپنا کمال سمجھنے لگتا ہے۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

اِنی قد ترکت فیکم شیئین لن تضلّو بعد هما کتاب الله و سنتی (مستدرك حاكم)

میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ ان پر عمل کروگے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔

اگر لوگ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکامات ہی کو حرزِ جان بنائے رہتے تو یقیناً ایسی گمراہیاں سرزد نہ ہوتیں پھر یہ تو ایک آدھ ایسی باتیں ہی نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کتب فقہ بلا وجہ کی فضول باتوں سے بھری پڑی ہے کاش تقی صاحب اور دیگر ذمہ دار علماء احناف اس طرف بھی متوجہ ہوں۔

محمد صدیق رضا

3 ستمبر 2004

بروز جمعۃ المبارک

لیاری کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿تقریظ﴾

محترم فضیلۃ الشیخ مفتی ابوجابر عبد اللہ دامانوی صاحب حفظ اللہ

اخبار ''ضرب حق'' میں جب یہ مسئلہ نقل کیا گیا کہ مفتی محمد تقی عثمانی کے فتویٰ کے مطابق سورۃ الفاتحہ کو پیشاب اور خون سے لکھنا جائز ہے۔ اور یہ فتویٰ مفتی صاحب نے فقہی مقالات جلد چہارم میں حرام اشیاء سے علاج کی ضمن میں نقل کیا تھا جب یہ مسئلہ عوام الناس میں زیر بحث آیا تو مفتی صاحب کے خلاف نفرت کا ایک سیلاب سا اُمڈ آیا بعد میں مفتی صاحب نے اخبار ''اسلام'' میں اس فتویٰ کی بھرپور نفی کی اور واضح کیا وہ نجاست سے سورۃ فاتحہ کے لکھنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اس کے جائز ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ مفتی صاحب نے فقہی مقالات میں موجودہ دور کے بہت سے مسائل پر قلم اٹھایا اور حنفی نکتہ نگاہ سے تمام مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی ہے مفتی صاحب نے جس طرح ''حرام اشیاء سے علاج'' کے سلسلے میں اپنی معلومات پیش کی ہیں اسی طرح انہوں نے ''کوے کی حلت'' پر بھی مفصل گفتگو کی ہے اور حنفی نکتہ نگاہ کے مطابق کوے کو بالکل حلال وطیب ثابت کیا ہے۔ اور حنفیوں کے لئے ایک آسانی پیدا کردی ہے فقہ حنفی کی کتب فتاویٰ عالمگیری، درمختار، ردالمحتار (شامی) فتاویٰ قاضی خان، ہدایہ، قدوری وغیرہ کی جس نے ورق گردانی کی ہے وہ جانتا ہے کہ اس فقہ مین کتنے ہی ایسے بے بنیاد مسئلے بیان کئے گئے ہیں کہ جن کا قرآن وحدیث میں کوئی وجود نہیں ہے اور بعض مسائل تو اتنے حساس قسم کے ہیں کہ جن کو نقل کرتے وقت قلم لرزتا ہے موجودہ دور کے تمام حنفی اکابرین اگر سر جوڑ کر بیٹھیں اور فقہ کی کتابوں سے وہ تمام مسائل نکال دیں کہ جن کا قرآن وحدیث میں کوئی وجود نہیں پایا جاتا بلکہ بعض مسائل صریحاً قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **فان تنازعتم فی شی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ و الیوم الا خرذلك خیر واحسن تاویلا۔** ﴿النساء آیت ۵۹﴾

ترجمہ: ''اگر تمہارا کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اُسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو یہی بہتر ہے اور انجام کار کے لحاظ سے بھی اچھی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر اگر عمل کیا جائے تو امت مسلمہ بہت سے اختلافات اور غلط مسائل سے نجات پالے گی اور حنفی اکابرین کا اھل اسلام پر یہ زبردست احسان ہوگا۔

" میرے محترم بھائی صدیق رضا صاحب نے مذکورہ مسئلہ پر تفصیلات کو اکٹھا کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ قرآن وحدیث کے خلاف اس طرح کے غلط مسائل امت مسلمہ کو افتراق وانتشار کی کس راہ پر ڈال سکتے ہیں اور قرآن وحدیث کی راہ پر گامزن ہونے سے اس افتراق وانتشار سے نجات مل سکتی ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوجابر عبد اللّٰہ دامانوی

کیماڑی کراچی